عالمی تناظر میں اردو تنقید اور راجستھان

ایک مطالعہ

عبدالرؤف خان، حمیدیہ لائبریری (راودے کلاں)

ہمارے ملک کی تمام اردو اکادمیاں اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت میں مختلف جہات سے، اپنے محدود وسائل و ذرائع سے قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ راجستھان اردو اکادمی جے پور بھی اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دی جا سکتی۔ یہ اپنے سہ ماہی ترجمان "نخلستان" کو وقت پر جاری کرنے کے علاوہ اپنے اشاعتی پروگرام کے تحت نہ صرف پرانے اہل قلم کی تصنیفات و تالیفات کو شائع کرتی رہی ہے، بلکہ نئے قلم کاروں کی بھی حوصلہ افزائی کرتی ہے، جو ایک مستحسن امر ہے۔ حال ہی (سنہ ۲۰۰۴ء) میں اس اکادمی نے ڈاکٹر رفعت اختر کی تصنیف "عالمی تناظر میں اردو تنقید اور راجستھان" سلسلۂ مطبوعات ۶۱ شائع کر کے ایک اچھا کام کیا ہے۔ اوسط سائز کے ۵۲۵ صفحات پر محیط اس کتاب میں اردو تنقید کے سلسلے میں ۱۶۵ صفحات ہیں اور صفحہ ۱۷۵ سے صفحہ ۵۲۲ تک منتخب مضامین کے عنوان سے مختلف معروف اہل قلم حضرات کے مختلف نوعیت کے حامل مضامین پیش کیے گئے ہیں جو معلوماتی ہوتے ہوئے بھی تنقید سے متعلق نہیں۔ چنانچہ ان مضامین سے کتاب کی قیمت جو سو روپے ہے اور حجم غیر ضروری طور پر بڑھ گیا ہے۔

پیش نظر تصنیف قاری کے لیے بایں سبب قابل مطالعہ ہے کہ اس میں تنقید کے قدیم و جدید نظریات پر روشنی ڈالی گئی ہے جو اس تصنیف کا فکری پہلو ہے جسے "عالمی تنقید" کے عنوان میں شامل کیا گیا ہے۔ بعد ازاں عنوان "عالمی تنقید کے اسالیب" کے تحت رومانی، نفسیاتی، جمالیاتی، مارکسی، سائنٹیفک، نوانسانیت پرستانہ، شکاگو، اسلوبیاتی، ساختیاتی، پس ساختیاتی اور دیگر نظریۂ تنقید پر لکھا گیا ہے۔ اور پھر اردو تنقید کا ارتقا اور اردو تنقید کے اسالیب [illegible]

ہے قبل "امتحان میں اردو تنقید آزادی کے بعد" امتحان میں اردو تنقید وغیرہ کے اسالیب و موضوعات میں شرح صدر پیش کئے تھے۔ اس وقت کے جریدہ میں جناب انعام الحق صاحب کے قلم سے یہ اور مقدمہ ملک کے مشہور ادیب جناب پروفیسر شارب ردولوی صاحب کے قلم کا مرقومہ منتسبہ جس سے کتاب کے وقار میں اضافہ ہوا ہے۔

مصنف موصوف نے مذکورہ تصنیف کے ۱۹۵ اوراق تسوید کرنے میں نہایت کد و کاوش کا ثبوت دیا ہے مگر ان اوراق کا مطالعہ کرتے ہوئے تقریباً ہر صفحہ پر ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ بہت سی عبارات موصوف نے یا تو دیگر مصنفین کی بعینہٖ نقل کر دی ہیں یا جزوی اختلاف کے ساتھ علمی و ادبی دنیا میں ہمیشہ سے چراغ سے چراغ روشن ہوتا رہا ہے مگر حوالہ کے ساتھ جب کہ پیشِ نظر تصنیف (جسے تالیف کہنا چاہیئے) میں اُن عبارات کو اس سلیقہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہ اُنہی کا خیال اور نظریہ معلوم ہوتی ہیں۔

شرط سلیقہ ہے ہر اک امر کو

اب میں یہاں اپنی بات کی تائید میں چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

"عالمی تناظر میں اردو تنقید اور رجحان"	تنقیدی دبستان از سلیم اختر
(۱) اور تحلیلِ نفسی نے ذہن انسانی کی سوچ کا رخ یکسر بدل دیا۔ آئرا پروگروف کی نفسیاتی عمق نے نفسیاتی تنقید کے آفاق میں مزید وسعت پیدا کی (ص ۳۶)	(۱) ۔۔۔ تحلیل نفسی نے انسانی سوچ کا رخ بدل کر رکھ دیا ۔۔۔ آئرا پروگروف (IRAPROFF) کی نفسیاتِ عمق (PSYCHOLOGY DEPTH) کی صورت میں نفسیات اور اس کے حوالے نفسیاتی تنقید کے آفاق میں مزید وسعت پیدا کی جا رہی ہے (۱۲۱)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

ڈاکٹر رفعت اختر نے منقولہ بالا اقتباس کے پہلے فقرہ میں "یکسر" کا اضافہ اور دوسرے فقرہ میں جناب سلیم اختر کی ترکیب "نفسیاتِ عمق" کو نفسیاتی عمق کہتے ہوئے سلیم اختر کی عبارت کے خط کشیدہ فقرہ اور آخری الفاظ کو حذف کرتے ہوئے اس پیراگراف کو اپنا نتیجۂ فکر بنا کر پیش کیا ہے۔ دوسری مثال:

(۲) "استقرائی ناقدین نے تعصب، تنگ نظری اور اندھی روایت پسندی کی کھل کر مذمت کی ہے" (رفعت اختر ص ۳۶)	(۲) استقرائی تنقید نے ۔۔۔ تعصب، تنگ نظری اور اندھی روایت پرستی کی کھل کر مذمت کرتے ہوئے ۔۔۔ (سلیم اختر ۱۲۹) تنقیدی دبستان مطبوعہ ۱۹۸۲ء (پانچواں) نئی دہلی

(۳) "ادب برائے ادب کے نظریے کی مانند [illegible] تنقید کو بھی [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے خلاف [illegible] کا ایک انداز قرار دیا جاسکتا ہے۔"
رفعت اختر ص ۳۱

(۴) "بعض مارکسی نقادوں نے تنقید کے اس اسلوب کو سرمایہ دارانہ نظام کی آلۂ کار [illegible] کیا۔ یہ سمجھ کر اگر تنقید محض انفرادی تاثرات ہی کا نام ہو تو ادب طبقاتی کشمکش میں اپنا جائز کردار ادا نہیں کرسکتا۔"
رفعت اختر ص ۳۰

(۵) "انسان میں احساسِ جمال ارتقا پذیر رہتا ہے لیکن ذوقِ جمال بلندی کی طرف محو پرواز ہوتا ہے" (رفعت اختر ص ۳۱)

(۶) "اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ انتہا پسند ناقدین نے ادب کو صرف اشتراکیت کے پرچار سے جوڑ دیا اور تخلیق کو سیاست کی طرح محض نعرہ بازی بنا دیا ادبی حسن و تیج (کذا) کو نظر انداز کر کے کمیونسٹ مینی فیسٹو بنا دیا چنانچہ تنقید تخلیق کی رہنمائی کے بجائے ایک جامد و بے حس و حرکت پتھر بن گئی" (ایضاً ص ۳۵)

(۷) "سب سے پہلے گوئٹے نے رومانیت اور (بنام) کلاسیکیت قسم کی بحث کا آغاز کیا" (ص ۱۸)

(۸) "گوئٹے کی نظر میں رومانیت آزار و مرض ہے تو کلاسیکیت کلی کی چیز ہے۔" (ایضاً ص ۱۸)

(۳) "ادب برائے ادب کے نظریے کی [illegible] تنقید [illegible] جمالیاتی [illegible] (۱۸۱۹ء-۱۹۰۰ء) [illegible] بلندی اور اخلاق [illegible] کے خلاف [illegible] کا ایک [illegible] قرار دیا جاسکتا ہے" (سلیم اختر ص ۹۹)

(۴) "مثلاً مارکسی نقاد اسے سرمایہ دارانہ نظام کی آلۂ کار سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ تنقید محض انفرادی تاثرات ہی کے ابلاغ کا نام ہو تو ادب طبقاتی کشمکش میں اپنا جائز کردار ادا نہیں کرسکتا۔"
سلیم اختر ص ۹۱

(۵) انسان میں احساس جمال ارتقا پذیر رہتا ہے اور ذوقِ جمال بلند سے بلند تر کی طرف پرواز رہتا ہے" (سلیم اختر ص ۴۲)

(۶) "اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ انتہا پسند ناقدین نے ادب کو محض اشتراکیت کے پرچار کا ذریعہ تصور کرتے ہوئے تخلیق کو صرف نعرہ بازی بنا دیا اور پروپیگنڈا پر ادبی حسن کو بھینٹ چڑھا دیا۔۔۔ (لہٰذا) تنقید تخلیق کی راہنمائی کی بجائے پتھر بن جاتی ہے۔"
(سلیم اختر ص ۱۱۹)

(۷) "غالباً سب سے پہلے گوئٹے نے رومانیت اور کلاسیکیت قسم کی بحث کا آغاز کیا تھا" ([illegible] ص ۵۵)

(۸) "مثال والے نے رومانیت کو آزار و مرض اور کلاسیکیت کو کل کی چیز قرار دیا۔" (سلیم اختر ص ۵۰)

اب ذیل میں چند اقتباسات کی نشاندہی پروفیسر شارب ردولوی کی تصنیف "جدید اردو تنقید اصول و نظریات" سے کی جاتی ہے:

جدید اردو تنقید اصول و نظریات مطبوعہ ۱۹۸۶ء اتر پردیش اردو اکادمی ایڈیشن۔

(۹) [illegible] اردو تنقید [illegible]

(۹) "ادب کی سماجی اہمیت اس وقت تک سمجھ میں نہیں آ سکتی جب تک کہ ہم ادیبوں کو باشعور تسلیم نہ کریں۔" (ص ۳۳)

(۹) "ادب کی سماجی اہمیت اس وقت تک سمجھ میں نہیں آ سکتی جب تک کہ ہم ادیب کو باشعور نہ مانیں۔"
ص ۴۸-۳ بحوالہ ذوقِ ادب اور شعور از احتشام حسین ص ۱۰۵

---

(۱۰) "فن برائے فن" کے عقیدے نے اس وقت زور پکڑا جب فن کار اور عوام کے مابین سماجی ماحول سے ہم آہنگی نہ ہو سکی۔" (ص ۲۲-۲۱)

(۱۰) "فن برائے فن کا عقیدہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ فنکار اور عوام جن کو اس میں بہت زیادہ دلچسپی ہوتی ہے اپنے سماجی ماحول سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔"
ص ۳۴ بحوالہ آرٹ اینڈ سوشل لائف ص ۱۵۴

---

(۱۱) "بنیادی طور پر اردو میں مارکسی تنقید کے ناقدین نے حقیقت کو نامیاتی، متحرک اور مائل بہ ارتقا کہا ہے اس میں ہیگل کی "جدلیت" کو بھی شامل کیا گیا۔ جدلیت دو افراد کے درمیان متضاد نظریات کو تناقض اور تنفر کے بجائے ایک نئی راہ نکالنے کا نام ہے۔" ص ۴۲

(۱۱) مارکس حقیقت کو جدلیاتی مانتا ہے اس کے نزدیک حقیقت نامیاتی ہے اور متحرک و مائل بہ ارتقا ہے یہاں جدلیات کے مفہوم کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ 'جدلیات' کے لغوی معنی دو آدمیوں کے درمیان اس قسم کی گفتگو کے ہیں جن میں تناقض اور تضاد ہو اور ان کی گفتگو، مناظرے یا مباحثے کے درمیان ایک ایسا راستہ نکل آئے جو تناقض و تضاد کا درمیانی راستہ ہو" (ص ۳۴۶)

---

(۱۲) کرسٹوفر کاڈویل کی تصنیف الوژن اینڈ ریئلٹی کا درج ذیل اقتباس (ترجمہ) شارب صاحب کی کتاب میں بغیر حوالے نقل کر دیا ہے۔
"طبیعیات، کیمیا، تاریخ، فلسفہ، علم الانسان، علم الاعضاء اور نفسیات بھی سماج کی پیداوار ہیں

(۱۲) "طبیعیات، تاریخ، فلسفہ، علم الانسان، علم الاعضاء اور نفسیات بھی سماج کی پیداوار ہے۔ اس سے یک پائیدار سماجیات سے آرٹ کے ناقد کو [illegible] کی کہ وہ ان علوم کے اور آرٹ کے درمیان خطِ فاصل کھینچے اور وہ صرف ایک ہی نقطۂ نظر ہے (۲۵)

سے پہلے [illegible] حیات [illegible]

کے اندر کو [illegible] کر دیا [illegible] اور

ادب کے معنی [illegible] حاصل کرتے ہیں۔" (ص ۲۲)

(۱۳) "علامہ ادب کے نزدیک اگر ادب تفسیر حیات ہے تو ادب کی تفسیر تنقیدی شعور کے بغیر ادھوری ہے۔" ص ۳ تصنیف کا پہلا فقرہ۔

(۱۴) "انہوں (فراق) نے اپنی تنقید کو تاثراتی کہا ہے۔ جس طرح مغربی تنقید میں اسپنگارن نے اپنی تنقید کو خلاقانہ تنقید کا نام دیا تھا۔" ۹۸

* * * *

ILLUSION AND REALITY بحوالہ

CAUDWELL, PAGE - 9

* * *

"علامہ ادب کی تعریف کرتے ہوئے [illegible] تفسیر حیات کا نام دیا ہے اور تفسیر تنقیدی شعور کے بغیر ممکن نہیں ہے۔" (ص ۳۱)

(فراق) "اردو کے پہلے نقاد ہیں جنہوں نے اپنی تنقید کو خود تاثراتی تنقید کہا ہے۔ وہ اپنے اس رجحان کو اسپنگارن کی طرح "خلاقانہ تنقید" کا نام دیتے ہیں۔" ص ۳۰۷

زیر نظر کتاب میں شارب صاحب کی تصنیف سے کم از کم سو سے زائد اقتباسات تغیر خفیف یا بعینہٖ نقل کر دیئے گئے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ شارب صاحب نے جن مصادر کے اقتباسات دیئے ہیں۔ ان کو بھی "عالمی تناظر میں اردو تنقید اور رجحانات" کے مصنف نے بغیر کسی زحمت اٹھائے "جدید اردو تنقید، اصول و نظریات" ہی سے اخذ کیا ہے۔ بخوف طوالت بہت سے اقتباسات نقل نہیں کئے گئے کیونکہ قارئین "قیاس کن ز گلستان من بہار مرا" کے مصداق مندرجۂ صدر اقتباسات ہی سے اندازہ لگا لیں گے کہ یہ تصنیف کس پایہ کی ہے۔ جبکہ اس وقت کے اردو اکادمی کے چیئرمین جناب انعام الحق صاحب نے "پیش گفتار" میں فرمایا ہے کہ "ان تینوں (عالمی دوہوں کا انتخاب، عالمی گیتوں کا انتخاب نیز مذکورہ کتاب) بین الاقوامی اشاعتوں کے طفیل تمام عالم میں ہے اور راجستھان اردو اکادمی بین الاقوامی شہرت کی حامل [illegible] بااعتبار تنقیدی اصول و نظریات اس کتاب کی بین الاقوامی [illegible] مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ نثری توارد کا بے مثال کارنامہ ہے جبکہ اب تک صرف اردو غزل کے متعلق ہی توارد کے سلسلہ میں پڑھتے اور سنتے آئے تھے۔

یہ تالیف کافی حد تک کتابت کی اغلاط سے پاک ہے پھر بھی چند الفاظ کی املا درست نہیں

مثلاً ص ۲۱ پر [illegible] کے نام کے آخر میں [illegible] کو لکھا گیا ہے۔ ص ۵۲ پر نامناسب کو "نامناست" ص ۳۰ پر "[illegible] لا انسان" ص ۱۱۸ پر ورڈز ورتھ کو "ورڈز ورتھ" نیز اسی صفحہ پر عرب کے فصیح شاعر امرؤالقیس کو [illegible] "امرا القیس" لکھا ہے جسے ہم کاتب کے سہو پر محمول نہیں کر سکتے بعض فقرات بھی [illegible] لکھے گئے ہیں مثال کے طور پر صفحہ ۱۴۶ کا یہ فقرہ "سولہویں صدی میں اٹلی و فرانس میں [illegible] شروع ہونے والی نو کلاسیکیت تحریک نے ...." ص ۱۵۰ پر "غوری کی تنقیدی شعری [illegible] جلوہ گر ہوئی" نیز اسی صفحہ پر یہ فقرہ "مزید تفصیل مضامین کا تجزیہ، اور "اظہاریہ" والے ابواب میں مناسب جگہ پر ملاحظہ فرمائیں" جبکہ اس صفحہ کے پہلے فقرہ میں "تنقیدی کے بجائے" تنقید" ہونا چاہیئے اور دوسرے فقرہ میں موصوف نے اپنے "اظہاریہ" کو بھی "باب" خیال فرمایا ہے۔ ص ۱۴۰ پر یہ فقرہ "فیروز احمد کی تصنیف 'مہدی افادی' پر ایک [illegible] کا تبصرہ ہوتے لکھا تھا" بھی محل نظر ہے۔ ص ۲۰ کے عنوان "تنقید کے عالمی اسالیب" کا پہلا پیراگراف اگرچہ واوین کے درمیان لکھا ہے مگر کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ص ۶۱ پر "اسیرانِ قید ومحن کو بھی اپنی جلوہ فروشیاں (کذا) کا پیام بھیجتی رہتی ہیں" فقرہ میں "جلوہ فروشیوں" ہونا چاہیئے۔ مولانا آزادؔ کی غبار خاطر اور کاروان خیال کی نثر پر اظہار رائے کرنے کے بعد لکھا ہے "غیر ضروری تفصیل سے گریز کرتے ہوئے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں" (ص ۶۰) اس فقرہ کے فوراً بعد "غبار خاطر" سے صفحہ ۶۰ و ۶۱ پر تین خطوط کے تین مختلف اقتباسات نقل کئے ہیں، جنہیں "ایک اقتباس" قرار دیا ہے پہلا اقتباس حذف و ترمیم کے ساتھ مکتوب ۱۶ کا ہے اور دوسرا اقتباس مکتوب ۱۸ نیز تیسرا اقتباس مکتوب ۱۹ سے لیا گیا ہے (ملاحظہ ہو غبار خاطر ص ۱۴۲ اور ۱۹ نیز ص ۶۹ مرتبہ مالک رام ساہتیہ اکادمی نئی دہلی ۹۲-۹۳ء) مگر موصوف نے اقتباسات کے صفحات نمبر نہیں بتلائے۔ صفحہ ۵۸ و ۵۹ پر ترکیب "پیروی مغرب" [illegible] صفحات پر "پیروی مغرب" لکھا ہے) وارد ہوئی ہے۔ اس ترکیب کو [illegible] مولانا حالی کے مندرجہ ذیل شعر کی طرف منتقل ہوئے بغیر نہیں رہا جا سکتا اسی کتاب کے ص ۲۴۷ پر نقل کیا ہے۔

حالیؔ اب آؤ پیروی مغربی کریں　　بس اقتدائے مصحفی و میر کر چکے

تا کہ آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ "پیروی مغرب" درست ہے یا "پیروی مغربی"

(باقی صفحہ ۲۵ پر)